سوال

ایک شخص میرا رشتہ طلب کرنے آیا اور سب اتفاق کرلینے اور مہر پر بھی اتفاق ہونے کے بعد میرے والد کو کہنے لگا اور اس کی نیت میں تھا وہ مجھ سے شادی کریگا "کیا تم میرے ساتھ اب اپنی بیٹی کی شادی کرتے ہو میں اسے اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہوں " میرے والد نے مذاق میں ہی اسے کہا جاؤ سلامتی کے ساتھ اسے لے جاو، یہ سب کچھ پانچ مردوں اور بہت ساری عورتوں کے سامنے ہوا اس کے بعد وہ شخص دعوی کرنے لگا کہ شریعت کے مطابق میں اس کی بیوی بن چکی ہوں، اور جب تک وہ طلاق نہ دے میں کسی اور سے شادی نہیں کر سکتی، اس کی دلیل اس نے یہ حدیث دی کہ : " دو چیزیں حقیقت میں بھی حقیقی ہیں اور مذاق میں بھی حقیقت، ایک تو شادی اور دوسری طلاق " کیا یہ حدیث صحیح ہے، اور کیا اس کی کلام صحیح ہے کہ میں اسکی بیوی ہوں اور اس کے متعلق علماء کا کوئی اختلاف بھی پایا جاتا ہے یا نہیں ؟

جواب

الحمد للہ

نکاح کے ارکان میں : ایجاب و قبول شامل ہے، اور ایجاب یہ ہے کہ عورت کا ولی کہے میں نے اپنی بیٹی کی تیرے ساتھ شادی کی اور قبول یہ ہے کہ رشتہ طلب کرنے والا کہے میں نے قبول کیا

آپ نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ تین مسائل پر مشتمل ہے :

پہلا مسئلہ :

میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا یا شادی کی کے الفاظ کے بغیر نکاح ہونا

دوسرا مسئلہ :

ولی کے ایجاب سے قبل ہی خاوند کا قبول کرنے کے الفاظ بول دینا

تیسرا مسئلہ :

خاوند کی جانب سے قبول کے الفاظ سوال یا استفہام کی صورت میں صادر ہونا

پہلے مسئلہ کے بارہ میں فقہاء کا اختلاف ہے : احناف اور مالکی حضرات کہتے ہیں نکاح اور شادی کے الفاظ کے بغیر بھی نکاح ہو جاتا ہے، اور اس میں انہوں نے تفصیل بیان کی ہے

اور راجح بھی یہی ہے کہ ہر وہ لفظ جو نکاح پر دلالت کرتا ہو اس سے نکاح ہو جاتا ہے، اس لیے ولی کا کہنا " سلامتی کے ساتھ اسے لے لو" یہ ایسا لفظ ہے جو رضامندی و قبول پر دلالت کرتا ہے "

دیکھیں : الشرح الممتع (38/2).

دوسرا مسئلہ : کہ قبول کو ایجاب پر مقدم کرنا اور ایجاب سے پہلے ہی ہونے والا خاوند قبول کر لے، تو حنابلہ کے ہاں اس سے نکاح صحیح نہیں ہوتا، لیکن جمہور کے ہاں اس سے نکاح صحیح

ہے

اس بنا پر یہاں ایجاب سے پہلے ہی قبول مقدم کر لیا گیا ہے جو کہ حنابلہ کے ہاں صحیح نہیں یعنی ولی کے ایجاب سے قبل ہی قبول کرنا

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جب قبول کو ایجاب پر مقدم کر لیا جائے تو ایک روایت میں صحیح نہیں، چاہے وہ ماضی کے الفاظ کے ساتھ ہو مثلا تو نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو وہ کہے میں نے تیرے ساتھ شادی کر دی، یا پھر طلب کے الفاظ میں مثلا تم اپنی بیٹی کی میرے ساتھ شادی کر دو، تو وہ کہے میں نے اس کی شادی تیرے ساتھ کر دی

اور ابو حنیفہ مالک اور شافعی رحمہم اللہ کہتے ہیں ان سب میں نکاح صحیح ہوگا؛ کیونکہ ایجاب اور قبول دونوں پائے گئے ہیں، تو بالکل اسی طرح جب ایجاب مقدم ہو تو یہ بھی صحیح ہوگا

اور صحیح نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ : قبول تو ایجاب کا ہوتا ہے، اور جب یہ ایجاب سے قبل ہی قبول پایا جائے تو یہ قبول نہیں ہوگا کیونکہ اس کا معنی ہی نہیں پایا گیا، تو اس طرح یہ صحیح نہیں، بالکل ایسے ہی جیسے استفہام کے الفاظ سے مقدم ہو" انتہی

دیکھیں : المغنی (61/7).

اور رہا تیسرا مسئلہ وہ یہ کہ : خاوند سے استفہام کے لفظ صادر ہونا تو اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے :

حنابلہ کے ہاں صحیح ہے

اور شافعیہ کے ہاں اس کے صحیح ہونے کے شرط یہ ہے کہ خاوند ولی کی موافقت کے بعد کہے

اور احناف اس کے بارہ میں حالات کو دیکھتے ہیں کہ وہ دونوں کس حالت پر تھے، اگر تو وہ مجلس عقد نکاح کے لیے ہو تو پھر عقد نکاح ہو جائیگا، اور اگر صرف وعدہ کے لیے ہے تو پھر وہ وعدہ ہی شمار ہوگا

چنانچہ الموسوعۃ الکویتیۃ میں درج ہے :

"رہا استفہام کا صیغہ تو اس میں احناف کہتے ہیں کہ اگر استفہام کی صراحت ہو تو پھر حالت کی فہم معتبر ہوگی، شرح طحاوی میں ہے : اگر کہے کہ : کیا تم نے وہ مجھے دے دی ؟ تو وہ کہے میں نے دے دی

اگر تو یہ مجلس وعدہ کے لیے تھی تو پھر وعدہ ہے، اور اگر عقد نکاح کی مجلس تھی تو پھر عقد نکاح ہوگا

رحمتی کہتے ہیں : ہمیں معلوم ہوا کہ اعتبار ان کی کلام سے جو ظاہر ہو وہ ہے، ان کی نیت معتبر نہیں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ یہ نکاح تو مذاق میں بھی ہو جاتا ہے، حالانکہ مذاق کرنے والے نے نکاح کی نیت نہیں کی ہوتی"

اور شافعی کہتے ہیں : اگر خاوند کہے : کیا تم اپنی بیٹی کی میرے ساتھ شادی کرتے ہو؟ اور ولی کہے : میں نے تیرے ساتھ شادی کر دی، تو عقد نکاح نہیں ہوگا، مگر یہ کہ وہ رشتہ طلب کرنے اس کے بعد کہے میں نے شادی کر لی"

اور حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ : جب ایجاب سے قبل استفہام کے الفاظ مقدم ہوں تو عقد نکاح صحیح نہیں " انتہی

دیکھیں: الموسوعۃ الکویتیۃ (239/41).

مزید تفصیل کے لیے حاشیۃ ابن عابدین (11/3) اور امام شافعی کی کتاب الام (25/5) اور روضۃ الطالبین (39/7) اور کشاف القناع (40/5) کا مطالعہ کریں

اس لیے کہ رشتہ مانگنے والے نے سوال اور استفہام کا صیغہ استعمال کیا اور وہ بھی ولی کی کلام سے پہلے اور ولی کی جانب سے سے صادر الفاظ "سلامتی کے ساتھ لے جاؤ" کے تھے تو حنابلہ کے ہاں یہ نکاح صحیح نہیں؛ کیونکہ قبول کو ایجاب پر مقدم کیا گیا ہے، اور وہ بھی استفہام کے الفاظ میں، اور اس لیے بھی کہ ولی نے نکاح یا شادی کے الفاظ نہیں بولے

اور شافعیہ کے ہاں بھی صحیح نہیں کیونکہ اس نے ولی کی موافقت کے بعد "میں نے شادی کی" کے الفاظ نہیں بولے، اور اس لیے بھی کہ ولی نے شادی اور نکاح کے الفاظ کی بجائے کوئی اور الفاظ کہے ہیں

اور احناف کے ہاں اس لیے صحیح نہیں کہ اس مجلس میں جو حالت تھی وہ منگنی اور وعدہ کی تھی نہ کہ عقد نکاح کی مجلس تھی، اس بنا پر ان الفاظ کے ساتھ نکاح نہیں ہوا

اور وہ حدیث جو آپ نے پیش کی ہے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تین اشیاء حقیقت میں بھی حقیقی ہیں، اور مذاق میں بھی حقیقت پر مبنی ہیں، نکاح اور طلاق اور رجوع"

اسے ابو داود حدیث نمبر (2194) اور ترمذی حدیث نمبر (1184) اور ابن ماجہ حدیث نمبر (2039) نے روایت کیا ہے، اور اس کے صحیح اور ضعیف ہونے میں اختلاف ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل حدیث نمبر (1826) میں اسے حسن قرار دیا ہے

چنانچہ اگر ولی کی جانب سے ایجاب اور پھر خاوند کی جانب سے قبول حاصل ہو، اور یہ ماضی کے صیغہ اور نکاح یا شادی کے صیغہ کے ساتھ ہو اور دو گواہ بھی ہوں اور عقد نکاح کرنے والے دونوں یا ایک مذاق کر رہا ہو تو جمہور فقہاء کے ہاں سابقہ حدیث کی بنا پر یہ نکاح صحیح ہوگا

مزید آپ فتح القدیر (199/3) اور المغنی (61/7) اور کشاف القناع (40/5) اور حاشیۃ الدسوقی (221/2) اور بلغۃ السالک (350/2) اور نھایۃ المحتاج (209/6) اور روضۃ الطالبین (54/8) کا مطالعہ کریں

واللہ اعلم.